129284 ـ اسلامك سنيٹر كے چئرمين كے پاس ايك نصرانى عورت كى شادى ہوئى كيا يہ عمل منصب سے معزول كرنے كا سبب بن سكتا ہے ؟

سوال

ہمارے علاقے كے اسلامك سينٹر نے ايك عيسائى عورت سے شادى كر ركھى ہے، كيا يہ شخص ايك دينى راہنما كے منصب پر قائم رہ سكتا ہے كہ لوگ اس كى اقتداء كريں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

شريعت اسلاميہ ميں كسى مسلمان كا اہل كتاب ـ يہودى اور عيسائى ـ كى عورتوں سے شادى كرنا مباح ہے؛ كيونكہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

{ كل پاكيزہ چيزيں آج تمہارے ليے حلال كى گئيں اور اہل كتاب كا ذبيحہ تمہارے ليے حلال ہے، اور تمہارا ذبيحہ ان كے ليے حلال ہے، اور پاك دامن مسلمان عورتيں اور جو لوگ تم سے پہلے كتاب ديے گئے ہيں ان كى پاك دامن عورتيں حلال ہيں جب كہ تم ان كے مہر ادا كرو، اس طرح كہ تم ان سے باقاعدہ نكاح كرو يہ نہيں كہ علانيہ زنا كرو يا پوشيدہ بدكارى كرو، منكرين ايمان كے اعمال ضائع اور اكارت ہيں اور آخرت ميں وہ ہارنے والوں ميں سے ہيں }المآئدۃ (5).

اور اہل كتاب كى اس عورت سے نكاح كرنا مباح ہے جو عفت و عصمت والى ہو بدكار نہيں.

مزيد تفصيل كے ليے آپ سوال نمبر (2527) كا مطالعہ كريں.

دوم:

نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے مرد كو حكم ديا ہے كہ وہ ايسى عورت كو بطور بيوى اختيار كرے جو دين والى اور اخلاق كريمہ كى مالك ہو.

اسى ليے نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" چنانچہ تم دین والی اختیار کرو تمہارا ہاتھ خاك میں ملے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5090) صحیح مسلم حدیث نمبر (1466).

اسی لیے اکثر علماء کرام نے اہل کتاب کی عورت سے مسلمان شخص کا شادی کرنا مکروہ قرار دیا ہے، اور اس کے کئی ایك اسباب ہیں:

1 ـ ایسی عورت سے شادی کرنے کا خدشہ جو عفت و عصمت کی مالك نہیں.

شقیق بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ حذیفہ نے ایك یہودی عورت سے شادی کی تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے انہیں خط لکھا: کہ اسے چھوڑ دو، تو حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے انہیں جواب دیا کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یہ حرام ہے تو میں اسے چھوڑ دیتا ہوں ؟

تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: نہیں میں اسے حرام خیال نہیں کرتا، لیکن مجھے خدشہ ہے کہ ان میں بدکار عورتوں کے ساتھ شادیاں نہ کرنے لگو "

اسے ابن جریر طبری نے تفسیر طبری (4 / 366) میں روایت کیا اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے تفسیر ابن ابن کثیر (1 / 583) میں صحیح قرار دیا ہے.

2 ـ اس چیز کا خدشہ کہ کہیں مسلمان مرد مسلمان عورتوں کو چھوڑ کر اہل کتاب کی عورتوں سے ہی شادیاں نہ کرنے لگ جائیں.

عامر بن عبد اللہ نسطاس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ طلحہ بن عبید اللہ نے یہودیوں کے ایك سردار کی بیٹی سے شادی کی راوی کہتے ہیں کہ تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے انہیں روکا لیکن انہوں نے اسے طلاق نہیں دی "

اسے مصنف عبد الرزاق (6 / 79) میں روایت کیا گیا ہے.

ابن جریر طبری رحمہ اللہ حذیفہ اور طلحہ رضی اللہ کے متعلق عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے قول پر تعلیقاً کہتے ہیں:

" طلحہ اور حذیفہ کا یہودي اور نصرانی عورت سے نکاح کرنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس لیے ناپسند کیا کہ کہیں لوگ اس میں ان کی اقتداء اور پیروی نہ کرنے لگیں، اور مسلمان عورتوں کو چھوڑ دیں اس لیے انہوں نے انہیں چھوڑنے کا حکم دیا " انتہی

دیکھیں: تفسیر الطبری (4 / 366).

3 ـ اس طرح کی شادی کے نتیجہ میں بہت ساری خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، مثلا اولاد اور ان کے عقائد کے متعلق پیش آمد خطرات اور جھگڑے کا پیدا ہونا.

اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح میں جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ان کو ہم سوال نمبر (20227) کے جواب میں بیان کر چکے ہیں آپ ان کی اہمیت کی وجہ سے اس کا مطالعہ ضرور کریں.

سوم:

علماء رحمہم اللہ نے ایك قاعدہ اور اصول بیان کیا ہے کہ: جب مسلمان شخص کو ضرورت ہو تو اس کے لیے مکروہ مباح ہو جاتا ہے "

اس قاعدہ اور اصول کی تفصیل اور شرح اور مثالیں دیکھنے کے لیے آپ شیخ ابن عثیمین کی کتاب " شرح منظومۃ اصول الفقہ و قواعدہ " صفحہ نمبر (62) کا مطالعہ کریں.

اس بنا پر اسلامك سینٹر کے چئرمین نے جو کچھ کیا ہے وہ اصلا مکروہ ہے، لیکن ہم بعینہ اس شخص پر حکم نہیں لگا سکتے کہ اس نے مکروہ کام کیا ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے اس کے لیے ایسا کرنے کے اسباب ہوں، جو اس کراہت کے حکم کو ختم کرنے کا باعث ہوں.

فرض کریں کہ اس نے کوئی مکروہ عمل کیا ہے تو بھی اس نے کوئی حرام کام تو نہیں کیا، بلکہ ایك ایسا عمل کیا ہے جس کے جواز پر قرآن اور سنت دلالت کرتے ہیں.

تو اس طرح اس کا عادل ہونا ختم نہیں ہو جائیگا، اور نہ ہی اس سے بائیکاٹ کرنا اور اسے اس کے منصب سے معزول کرنے کا باعث بنےگا، کیونکہ اس نے کسی حرام فعل کا ارتکاب تو نہیں کیا، اور نہ ہی کوئی ایسا عمل کیا ہے جو اس کے عادل اور امین ہونے میں جرح کا باعث بنے، لہذا آپ اس کے ساتھ نرم رویہ اختیار کریں، اور سب مل کر ایك ہو جائیں، اور خاص کر اپنے اس ملك میں جہاں آپ رہ رہے ہیں، کیونکہ وہاں آپ کو اجتماعیت اور محبت و الفت کی زیادہ ضرورت ہے.

واللہ اعلم.